Fikr-o-Nasar (Islamabad) 3:7-8 (1966)
© rasailojaraid.com

انتقاد

(۱)

National Integration and other Essays—by M. M. Sharif

جناب ایم ایم شریف صاحب ڈائرکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور زیرنظر انگریزی کتاب کے مصنف ہیں ۔ محترم میاں صاحب کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ مرحوم مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں فلسفہ کے پروفیسر تھے، یہاں پاکستان میں متعدد علمی اداروں سے آپ کا تعلق رہا، اور آخر میں مرحوم ادارہ ثقافت اسلامیہ کے ڈائرکٹر تھے ۔ آپ کا سب سے بڑا یادگار علمی کارنامہ اسلامی فلسفہ پر وہ جامع کتاب ہے، جو جرمنی میں چھپوائی گئی اور جس میں مشہور اہل قلم کے اسلامی فلسفہ کے مختلف موضوعات پر مضامین ہیں ۔ اس کتاب کی تالیف و ترتیب کی نگرانی مرحوم و مغفور نے فرمائی تھی ۔

قومی ہم آہنگی (National Integration) کے عنوان پر اس کتاب میں سب سے طویل مضمون ہے ۔ دراصل آج پاکستان کی سب سے بڑی داخلی ضرورت یہی قومی آہنگی ہے میاں صاحب نے بڑے تفصیل سے اُن تمام وسائل سے بحث کی ہے، جن سے پاکستان میں اتحاد و ہم آہنگی پیدا ہوسکتی ہے ۔ اس ضمن میں جہاں آپ نے زبان، ثقافت، مذہب، علاقائیت اور اس طرح کے دوسرے مسائل سے بحث کی ہے، وہاں پاکستان میں صحیح ہم آہنگی بروئے کار لانے کے لئے ایک صحت مند اور ترقی خواہ معاشرے، ایک جمہوری سیاسی نظام اور افراط و تفریط سے بچے ہوئے ایک انصاف پسند معاشی نظام کی جتنی ضرورت ہے ۔ اسے بھی بیان کیا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ آج پاکستان میں اتحاد و ہم آہنگی کی قوتیں زور پکڑ رہی ہیں اور علیحدگی پسند اور مرکز گریز رجحانات روبہ زوال ہیں ۔ اس خوش آئند صورت حال کے جہاں اور اسباب ہیں، وہاں ایک بہت بڑا سبب وہ معاشی و صنعتی ترقی ہے جو پچھلے چند سالوں سے ہمارے ہاں خوب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زوروں سے ہو رہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جذباتی و اعتقادی وحدت کے بعد آج قوم کے مختلف طبقوں کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے اور ان میں ہم آہنگی پیدا کرنے میں سب سے بڑا ممد جمہوری نظام حکومت اور ترقی پذیر اور منصفانہ معاشی نظام ہے۔ میاں صاحب مرحوم نے اپنے مضمون میں اس نکتے کی بڑی اچھی طرح وضاحت فرمائی ہے۔

پاکستان کی قومی ہم آہنگی میں مذہب اسلام کیا کردار ادا کرسکتا ہے۔ میاں صاحب مرحوم اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دوسرے تمام تجربات کی طرح مذہبی مشترکہ تجربات بھی متحد کرنے والی ایک بڑی طاقت ہیں جس کا اظہار تین صورتوں میں ہوتا ہے۔ ایک اعتقادات کی صورت میں، دوسرے عبادات، شعائر اور مراسم کی صورت میں۔ اور تیسرے یہ بحیثیت ایک اخلاقی قوت موثرہ کے کام کرتی ہے۔ اس کے بعد میاں صاحب لکھتے ہیں :- ہر دوسری چیز کی طرح مذہب بھی بے روح ہوجاتا ہے۔ اسے بے روح ہونے سے بچانے، اس کے روحانی اثر کو بحال رکھنے، اس کو ایک کار فرما طاقت رہنے دینے اور ایک ترقی پذیر معاشرے میں لازمی طور پر جو تغیرات آتے ہیں۔ ان سے اسے آگے رکھنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ مذہب کی نئی تعبیروں کے ذریعہ اس کی مسلسل تجدید ہوتی رہے۔

اس سلسلے میں مصنف مرحوم نے اس جمود کا ذکر کیا ہے جو عام طور پر ہمارے ہاں کے مذہبی طبقوں میں پایا جاتا ہے۔ مرحوم لکھتے ہیں :— جمود کے اس دور میں ہمارے مذہبی رہنما مذہب کی روح سے بے بہرہ ہوگئے اور اس کے ظواہر سے وہ چمٹ گئے۔ انہوں نے مقدس تعلیمات کو لوگوں کے سامنے ایسے انداز میں پیش کیا۔ جس میں مطلق کوئی روح نہ تھی اور ان تعلیمات کے حقیقی معنوں سے لوگوں کو بے خبر رکھا۔ یہ رہنما جن امور کی تبلیغ کرتے تھے، ان پر عمل کرنے سے وہ قاصر رہے۔ مذہب ان کی رہنمائی میں اپنی روح سے محروم ہوگیا۔ وہ انسانی افراد کے بجائے جو الہیت کے جذبے سے سرشار ہوں۔ بے حرکت، بے جان اور یخ بستہ اشیاء بن کر رہ گئے۔

مصنف مرحوم نے اس جامد اور بے روح مذہبیت میں حرکت و توانائی اور نئی جان پیدا کرنے پر زور دیا ہے۔ مرحوم کا کہنا ہے کہ زندگی بدل گئی ہے۔ ہمیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نئی دنیاؤں میں اب دینی راہ نکالنی ہے۔ اس لئے نئے مذہبی رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ پاکستان میں اپنے اس منصب کے اہل بنیں، اور پاکستان کی قومی ہم آہنگی کو وہ اساس دیں، جس پر اس کی شاندار عمارت تعمیر ہوسکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ پاکستان کے عوام میں مذہب اسلام سے غائت درجے کی شیفتگی ہے۔ اور وہ اس کے تحت بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے اور زیادہ سے زیادہ تکلیف اٹھاسکتے ہیں۔ اور اس سے بھی انکار نہیں کہ ہمارے ہاں علماء کی ایک کافی بڑی تعداد ایسی ہے، جن کا ان عوام سے پورا ارتباط ہے اور وہ ان کی صحیح معنوں میں رہنمائی کرسکتے ہیں۔ دقت صرف یہ ہے کہ ہمارے اکثر علمائے کرام آج جن مسائل سے ہمیں سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ ان میں اہم، بہت اہم، کم اہم اور بالکل غیر اہم مسائل کے درمیان تفریق کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرماتے، جس کا نتیجہ ہے کہ وہ نہ صرف خود کوئی مثبت و تعمیری کردار ادا نہیں کرپاتے، بلکہ وہ عوام میں ذہنی انتشار پیدا کرنے کے موجب بنتے ہیں، اس صورت حال کی کیسے اصلاح ہو، آج اس ضمن میں اصل مسئلہ یہ ہے۔

میاں صاحب کے اس مضمون میں کافی فکر انگیز باتیں ہیں۔ اور مرحوم نے وہ راہیں سمجھائی ہیں جن پر چل کر ہم دین حقیقی ہم آہنگی پیدا ہوسکتی ہے۔ کتاب بڑے سلیقے سے چھپائی گئی ہے، ضخامت ۴۰۰ صفحات، قیمت چھ روپے۔

ناشر۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ، لاہور۔

© rasailojaraid.com